ڈاکٹر بادشاہ منیر بخاری

شعبہ اردو جامعہ پشاور

نوید علی خان

پی ایچ۔ڈی اسکالر شعبہ اردو جامعہ پشاور

فیاض عزیز کے افسانوں کا سماجی و معاشرتی تجزیہ

Dr. Badshah Munir Bukhari
Department of Urdu, University of Peshawar.
Naveed Ali Khan
Ph.D Scholar, Department of Urdu, University of Peshawar.

Social and Societal Study of Fayyaz Aziz's Fictions

Fiction writer Fayyaz Aziz has written stories with his diligence and hard work to reflect the culture of his society. Two collections of his fiction have been published. His stories are being published in major magazines and journals. Fayyaz Aziz keeps a close eye on the changing situations. Awareness and pulse. He is fully aware of social, cultural, political and societal attitudes and values. The proof of a writer being a real and original writer is that he stays connected to the roots of the society and environment in which he breathes so that he can point out his strengths and weaknesses. Fayyaz Aziz's stories are based on facts in which he reflects the politics, culture, values and environment of the society. This research paper deals with the presentation of social and societal attitudes in Fayyaz's fiction.

Keywords: *Fayyaz Aziz, culture, society, social, societal. Short stories, book, Political, values.*

اُردو زبان و ادب کے فروغ میں ہزارہ خطہ سے تعلق رکھنے والے اُدباء نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ ۲۰ ویں صدی سے پہلے یہاں کے ادیبوں نے اُردو ادب کی تمام اصناف میں طبع آزمائی کی۔ یہاں کے اُدباء نے اُردو زبان و ادب میں بڑے بڑے فن پارے اور تخلیقات پیش کیے ہیں۔ شعر و نثر کے تمام اصناف کے حوالے سے بڑے ادیب سامنے آئے۔ صنف افسانہ یہاں ۲۰ ویں صدی کی دوسری دہائی میں منظر عام پر آیا۔ نصیر الدین نصیر نے افسانہ لکھنے

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

کی بنیاد رکھی۔ فارغ بخاری صاحب آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔

"نصیر الدین نصیر ہزارہ کے پہلے ادیب ہیں جنہوں نے مختصر افسانہ کی طرف توجہ کی، اُن کی افسانہ نویسی کا آغاز ۱۹۱۴ء میں ہوا اور ۱۹۳۰ء تک مسلسل لکھتے رہے"۔ (۱)

بعد میں بہت سے افسانہ لکھنے والے منظرِ عام پر آئے جنہوں نے بیش بہا افسانوی مجموعے تخلیق کیے۔ یہاں کے اُبھرتے ہوئے افسانہ نگار فیاض عزیز نے اپنی ریاضت اور محنت سے کہانیاں لکھ کر اِس میں اپنے معاشرے کی تہذیب و تمدن کی عکاسی کی ہے۔ آپ کے افسانوں کے دو مجموعے "شہر کی آنکھ" اور "جھیل کنارے" منظرِ عام پر آئے ہیں۔ آپ کی کہانیاں بڑے رسائل و جرائد شعر و سخن، ماہِ نو، ادب لطیف، فنون، تسطیر وغیرہ میں چھپ رہے ہیں۔ آپ کا مشاہدہ تیز ہے اس لیے موضوعات کی تلاش میں اپنی جان نہیں تھکاتے کیونکہ موضوع بخود آپ کی آنکھ کی بصارت سے خود تصویر بنالیتی ہے۔ آپ کے متعلق پروفیسر بشیر سوز لکھتے ہیں:

"اس کی آنکھ گہرے مشاہدے کی ایسی قوت رکھتی ہے کہ وہ انسانوں کے جم غفیر میں بھی وہ کردار دیکھ لیتا ہے جو اُس کے فن کا حصہ بن جاتا ہے۔ درختوں کی سرسراہٹ اور دریا کی پر شور لہریں بھی اُس کو موضوعات بخش دیتی ہیں۔ گویا وہ مطالعہ کائنات میں ہمہ دم مصروف رہتا ہے۔ چنانچہ وہ زمینی حقائق سے ذرہ ذرہ مواد اکٹھا کرتا چلا جاتا ہے اور پھر انہیں اپنی کہانیوں کا حصہ بنالیتا ہے"۔ (۲)

فیاض عزیز بدلتے ہوئے حالات و واقعات پر کڑی نظر رکھتا ہے۔ اپنے زمانے سے آگہی اور نبض شناسی آپ کے ہاں بدرجہ اُتم موجود ہے۔ آپ اپنے سماجی، ثقافتی، سیاسی، تہذیبی اور معاشرتی رویوں اور اقدار سے پُوری طرح باخبر ہے۔ ایک لکھاری کے حقیقی اور اصل قلم کار ہونے کا ثبوت یہی ہے کہ وہ جس معاشرے میں اور جس ماحول میں سانس لیتا ہے اُس کی جڑوں سے منسلک رہے تاکہ اُس کی خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کرتا رہے۔ فیاض عزیز کی کہانیاں حقائق پر مبنی ہیں جس میں وہ معاشرہ اور معاشرے کی سیاست، ثقافت، اقدار اور حالات و واقعات کی خوب عکاسی کرتے ہیں۔

ہر حساس اور درد مند دل رکھنے والا شخص اپنے معاشرے کو صاف ستھرا اور اخلاقی خوبیوں سے مزین دیکھنا چاہتا ہے لیکن خیر و شر کے تارو پود سے بنی یہ دُنیا اُس کے اِس خواب کو پورا ہونے نہیں دیتی تو وہ اس معاشرے کے سُدھارنے کا خواب دیکھتا رہتا ہے۔

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

افسانہ ''تھاخواب وخیال میں'' انہی احساسات اور خواہشات کا آئینہ ہے کہ جس معاشرے اور ماحول میں ہم رہتے ہیں اس کے بگاڑ کے ہم خود ذمہ دار ہیں کیونکہ ہم اِس میں اچھائی اور سچائی کو پنپنے کی اجازت نہیں دے پاتے کہ اس راستے میں ہمارے اپنے ذاتی مفادات آڑے آجایا کرتے ہیں۔

افسانہ نگار ایک ایسے معاشرے کا خواہشمند ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ ہر سو اچھائی ہی اچھائی ہو معاشرے میں حقوق کی بالا دستی ہو لوگ ایک دوسرے کے مددگار اور کارکشا ہوں۔ غریبوں کے ہمنوا اور معاشرے کے غداروں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔ اپنے مفاد کو چھوڑ کر دوسرے کے جائز مفادات کی حق تلفی نہ ہو بلکہ دادرسی اور حق نوازی ہو۔ غریب کو اُس کا حق ملے۔ مصنف نے اس افسانے میں یہ بھی پیغام دیا ہے کہ ہم میں سے سب اس بات کا احساس رکھیں کہ جو فرائض ہم کو سونپ دیے گئے ہیں ہم اُس کو اچھی طرح سے پورا کریں۔ کیونکہ افسانہ نگار اک ایسے معاشرے کا خواب دیکھتے ہیں جس میں سب کے حقوق پورے ہوں اور سب لوگ دوسروں کی زندگی کا احساس رکھیں۔ بغیر مفاد کے دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا انسانیت کا ثبوت ہے [۳]

فیاض عزیز کے افسانوں میں سیاسی و ثقافتی رجحانات کی عکاسی بڑی شائستگی اور عمدگی کے ساتھ نظر آتی ہے۔اس حوالے سے ان کے افسانے "پورا آدمی" ایک نمائندہ افسانہ ہے۔ [۴]

سادہ غذا کھانا پختون تہذیب و ثقافت کا اہم حصہ رہا ہے مکئی کی روٹی تو پختونوں کی مرغوب غذا تھی اور دیہات میں سرسوں کے ساگ کے ساتھ اسے بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے اس کے لیے لسی یا دودھ کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ مل جل کر رہنا غم اور خوشی میں ایک دوسرے کے کام آنا اور غم میں ایک دوسرے کی دلجوئی کرنا بھی پختون ثقافت اور تہذیب کا اہم حصہ ہے، اس کے علاوہ بڑے کی عزت کرنا اور اُن کی خدمت کرنا بھی ہماری تہذیب اور ثقافت کے سنہرے اُصول ہیں۔

فیاض عزیز نے اس افسانے میں بڑی خوب صورتی کے ساتھ اس کی عکاسی کی ہے۔ پختون سماج کے زیادہ تر افراد چونکہ پہاڑی علاقوں میں رہتے ہیں اس لیے ان کی ضرورتیں اور خواہشات بھی محدود ہوتی ہیں ان لوگوں کا چونکہ دنیاوی فریب اور دغابازی کے ساتھ واسطہ کم پڑا ہوتا ہے اس لیے ان میں مروت اور محبت کا احساس اور جذبہ زیادہ ہوتا ہے۔ فیاض عزیز نے بڑی باریک بینی سے پختون سماج کا مشاہدہ کیا ہے اوران کی تحریر سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے اس کے علاوہ افسانہ ''کفن'' میں تہذیب اور روایت کی عکاسی کرتے ہیں۔ [۵]

مذہبی اقدار اور مذہبی تعلیمات پر عمل کرنا ہمارے سماج اور تہذیب کا اہم حصہ ہے۔ ماہ صیام میں روزے رکھنا عیدین کے موقع پر تقریبات کرنا اور اسی طرح عید میلاد النبیؐ اور دیگر اسلامی اور مذہبی رسوم اور تہواروں کو منانا پختون سماج اور معاشرے کے اہم سماجی اقدار میں شمار ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہماری تہذیب اور ثقافت پر مذہبی علوم کا اثر واضح طور پر نظر آتا ہے۔ ہمارے بیشتر سماجی اقدار اسلامی اور مذہبی تعلیمات سے اخذ شدہ ہیں اگرچہ مذہبی تعلیمات کی کمی کی وجہ سے پختونوں سے اس حوالے سے کوتاہیاں بھی ہوتی ہیں لیکن مذہبی تعلیمات سے محبت ان کی فطرت میں شامل ہے۔ محمد فیاض عزیز نے اس اقتباس میں اگر ایک طرف ہماری تہذیب و ثقافت کی عکاسی کی ہے تو دوسری طرف مذہب کے حوالے سے ہماری کم فہمی اور کوتاہی کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ ہمارے تہذیبی اور ثقافتی عناصر کی جھلک فیاض عزیز کے ایک اور افسانہ "اپنا خون" میں بھی بخوبی دیکھی جاسکتی ہے۔ (۶)

پنچایت یا جرگہ پختون سماج کی تہذیب و ثقافت اور روایات کا اہم حصہ رہی ہے۔ پنچایت کے ذریعے ہمارے سماج میں بڑے بڑے فیصلے ہوتے ہیں۔ اس کے ذریعے فوری انصاف کی فراہمی بھی ہوتی ہے اس کے علاوہ اس سے معاشرے میں عدل اور انصاف کی بنیادوں کو بھی مستحکم کیا جاتا ہے۔ پختون سماج میں تو یہ روایت برسوں سے چلی آرہی ہے اگرچہ شہروں کی سطح پر اب یہ روایت تقریباً ختم ہوچکی ہے لیکن دیہاتوں کی سطح پر اب بھی یہ روایت موجود ہے اور گاؤں کے اہم فیصلے اسی کے ذریعے کیے جاتے ہیں۔ افسانہ نگار نے اس افسانے میں پختون سماج کی تہذیب و ثقافت اور روایت کی عکاسی کرتے ہوئے جرگہ، پنچایت کے اُصول اور ضوابط کی عکاسی کی ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ جرگہ، پنچایت ایک ایسی چیز ہے جو غریب اور امیر کو ایک سطح پر لے آتی ہے اور سب کے لیے انصاف اور عدل کی فراہمی کو برابر کرتی ہے۔

فیاض عزیز کے افسانوں میں اگرچہ معاشرے اور سماج کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی ملتی ہے لیکن ان کے ہاں رومانی عناصر کی جھلک بھی نظر آتی ہے ان کا افسانوی مجموعہ "جھیل کنارے" جو تقریباً ۱۶ افسانوں پر مشتمل ہے ان میں جابجا رومانی عناصر کی عکاسی نظر آتی ہے۔ محبت رومانویت پسند افسانہ نگاروں کا بنیادی موضوع ہے محبت کے حوالے سے ہر افسانہ نگار کی اپنی سوچ ہے رومانویت کے اس پہلو کو فیاض عزیز اپنے افسانے "کرشمہ" میں بیان کیا ہے۔ (۷)

فیاض عزیز محبت کے آفاقی تصور کے حامی ہیں ان کے ہاں محبت کا جذبہ کسی جذبے کے تابع نہیں ہے اور یہ جذبہ کسی جذبے سے مغلوب نہیں ہوتا محبت جب اپنی اصل روح حاصل کرتی ہے تو محب کو حیات جاودانی سے

ہمکنار کرتی ہے یہی بات اس افسانے میں بھی انہوں نے عام قاری کو بتانے کی کوشش کی ہے کہ محبت کا جذبہ ایسا جذبہ ہے جو انسان کو موت کے منہ سے زندہ سلامت نکال لاتی ہیں اصل محبت کو پاکر جہاں انسان اوجِ ثریا پر پہنچ جاتا ہے وہی اس میں ناکامی اور محرومی کا احساس اُسے جیتے جی مار ڈالتا ہے۔ محبت میں محرومی کا احساس اور اس بارے میں ثابت قدم رہنے کی تلقین فیاض عزیز کے افسانے "شکست" میں دیکھی جاسکتی ہے۔(۸)

محبت میں ناکامی یا محرومی کا احساس فرد کی شخصیت یا نفسیات کو بری طرح متاثر کرتا ہے اس وجہ سے فرد شدید مایوسی کا شکار ہوجاتا ہے اور سماج سے بالکل کٹ کر رہ جاتا ہے۔ کیوں کہ محبت میں فرد کی توجہ کا مرکز صرف ایک ذات ہوتی ہے اور جب یہی ایک ذات اُس کو اکیلا چھوڑتی ہے تو اُس کی دنیا تاریک ہوجاتی ہے اور اُس کے زندگی کا سفر جاری رکھنا دشوار ہوجاتا ہے۔ فیاض عزیز نے اس افسانے میں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ اگر فرد پر مشکل حالات آئے تو اُسے ہمت نہیں ہارنی چاہیے اور ثابت قدم رہ کر مشکل حالات کا مقابلہ کرکے مستقبل کے لیے پر اُمید رہنا چاہیے۔ محبت کا ایک اور پہلو ہے انسانیت سے محبت۔ رومانیت کا یہ سب سے اہم پہلو ہے کیوں کہ انسانیت سے محبت ہی اس دنیا اور کائنات کی بقا کی ضامن ہے۔ اگر انسان دوسرے انسان سے محبت کرنا چھوڑ دے تو اس سے انسانیت کے وجود کو شدید خطرہ لاحق ہوجائے گا اور صفحہ ءہستی سے انسان کا وجود ہی ختم ہوجائے گا دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں انسانیت سے محبت اُس کی تعلیمات کا بنیادی حصہ ہے دیگر رومانوی افسانہ نگاروں کی طرح فیاض عزیز نے بھی اپنے افسانوں میں انسانیت سے محبت کی نہ صرف عکاسی کی ہے بلکہ اس کے فروغ اور عام کرنے پر بھی زور دیا ہے اپنے افسانے "کفن" میں رومانویت کے اس پہلو کی عکاسی کی ہے۔(۹)

موجودہ دور میں انسانیت جن خطرات سے دوچار ہے ایسے میں انسانیت سے محبت ہی انسانی بقا کی ضامن ہے کیوں کہ اتفاق واتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے ہمیں اپنے مذہبی، قومی اور جغرافیائی تضادات کو بلا کر انسانیت کی خدمت اور فلاح کے لیے کام کرنا چاہیے اور یہی مطلب و مقصد افسانہ نگار مد فیاض عزیز کا بھی ہے انہوں نے اپنے افسانوں میں انسانیت سے محبت کا درس دے کر نہ صرف رومانی عناصر کی عکاسی کی ہے بلکہ سماج اور معاشرے کی اصلاح کا فریضہ بھی سرانجام دیا ہے اس طرح رومانویت کے دوسرے پہلوؤں کی عکاسی بھی اس کے ہاں انوکھے اور اچھوتے انداز میں نظر آتی ہے۔ رومانویت کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ انسان جب مسائل و مصائب سے تنگ آتا ہے تو حقیقی دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرلیتا ہے اور اپنی خیالی دنیا میں پناہ ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے جو ان کے خواہشوں

اور امیدوں کی ترجمان ہوتی ہے۔ انسان جب حقیقی زندگی میں اس قسم کے مناظر دیکھتا ہے تو اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا قدرت کے انہیں حسین مناظر کی جھلک افسانہ نگار اپنے افسانے "غیر ضروری" میں بیان کی ہیں۔ (۱۰)

منظر نگاری یا فطرت نگاری رومانویت پسند ادیبوں کا محبوب مشغلہ رہاہے۔ ادیب اپنے قلم کے زورِ فطرت اور قدرت کے حسین مناظر کو من و عن اُس کی اصل دلکشیوں اور رعنائیوں کے ساتھ صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ اس کوشش میں جتنا کامیاب ہوتا ہے اُتنا ہی اُس کا فن اہل نظر کو متاثر کرتا ہے۔ عورت کا حسن و جمال اور پیکر تراشی بھی رومانوی افسانہ نگاروں کے ہاں بکثرت پائی جاتی ہے۔ فیاض عزیز بھی عورت کی خوب صورتی اور دلکشی سے متاثر نظر آتے ہیں وہ اپنے افسانے "جھیل کنارے" میں عورت کے حسن و جمال کو نہایت خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں۔ (۱۱)

اس افسانے کا کردار حضر ایسا شخص ہے جو دولت مند ہے لیکن دنیا سے بے زار ہے ایک تو وہ شادی نہیں کرتا اور دوسرے دنیا کی ہر رونق اور سنسان گلیوں سے بھی نکل جاتا ہے اور کسی بھی چیز میں اُس کا دل نہیں لگتا اور یہ عورت ذات ہے جس طرح آدم نے اس ذات کی کمی محسوس کی تھی اس طرح حضر کو بھی اُس کی تلاش تھی جو اُس کو مل گئی (۱۲)

آپ شہر سے دور ایک گاؤں میں ایک بوڑھے شخص کی زندگی کی تصویریں بھی پیش کرتے ہیں اور ساتھ گاؤں کے دیہاتیوں کی سادگی سے زندگی بسر کرنے والے لوگوں کی عکاسی بھی کرتے ہیں گاؤں جہاں نفسا نفسی نہیں ہوتی لوگ ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں افسانہ نگار نے دیہاتی زندگی کو اُس کی خوب صورتی اور سادگی کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ اُنہیں گاؤں کے لوگوں کی ایمانداری اور سادگی سے محبت ہے آپ ماحول کی تصویر کشی میں کمال رکھتے ہیں آپ کی رومانویت میں زیادہ تر منظر نگاری ملتی ہے خاص طور پر ماحول کی عکاسی مختلف انداز میں کرتے ہیں۔ فیاض عزیز کے ہاں ہزارہ خطے کی پر کیف وادیوں اور یہاں کی بہتے چشموں اور برف سے ڈھکے پہاڑوں کے نظارے ملتے ہیں۔

افسانہ نگار فیاض عزیز کے افسانے سماجی اور معاشرتی اقدار اور فرد کے داخلی اور خارجی جذبات کی عکاس ہیں ان افسانوں میں جہاں اُردو ادب کے دیگر تحریکوں کی جھلک واضح طور پر نظر آتی ہے وہیں ترقی پسند تحریک اور ترقی پسندانہ رجحانات کی عکاسی بھی واضح انداز میں نظر آتی ہے۔ فیاض عزیز کا افسانوی مجموعہ "جھیل کنارے" میں

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

شامل بیشتر افسانے ترقی پسند رجحانات کی عکاسی کرتے ہیں اس حوالے سے افسانہ "اپناخون" خصوصیت کا حامل ہے۔ (۱۳)

فیاض عزیز نے اس افسانے میں بڑے واضح انداز میں ترقی پسند تحریک کی عکاسی کی ہے۔ سرمایہ دار اور جاگیر دار طبقے نے برسوں سے غریبوں لوگوں پر ظلم وجبر کا بازار گرم کر رکھا ہے دینی و دنیاوی علوم سے دوری کی وجہ سے بھی غریب روز بروز ظلم و جبر کی چکی میں پیستے جا رہے ہیں دیہاتوں میں غریب طبقہ جاگیر دار طبقے کے ظلم و جبر کا زیادہ شکار ہے ایک تو وہاں پر حکومت کی رٹ برائے نام ہوتی ہے تو دوسری طرف انصاف کا مشکل اور ناممکن حصول بھی اسے برسوں غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور کرتی ہے۔ جاگیر دار نے دیہاتوں کی سطح پر اپنی ریاست قائم کی ہوئی ہوتی ہے۔ فیاض عزیز نے اپنے اس افسانے میں جاگیر دار طبقے کے اسی ظلم و جبر اور استحصال کی عکاسی کی ہے اور یہی نعرہ اور انداز دیگر ترقی پسند افسانہ نگاروں کا بھی تھا یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں بھی ترقی پسند رجحان کی عکاسی اس انداز میں نظر آتی ہے۔۔ ترقی پسند تحریک کے دیگر رجحانات میں جنسی استحصال بھی شامل ہیں اکثریت ترقی پسند افسانہ نگاوروں کے ہاں اس موضوع کی عکاسی نظر آتی ہے۔

ہمارے ملک کے معاشرے میں بڑے بڑے سرمایہ دار اور جاگیر دار اپنی دولت و ثروت اور جاہلیت کے تحت کمزور اور بے بس کسانوں اور مزارعوں کے اولاد کی عزت سے کھیلتے ہیں اور مختلف سازشوں اور حربوں سے اِن غریب لوگوں کی عورتوں کا جنسی اِستحصال کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ ہمیشہ کا غلام بھی رکھتے ہیں۔ افسانہ نگار نے اپنی کہانی میں اِن ظالم بھیڑیوں کی طرف اِشارہ کیا ہے۔ امیر طبقہ غریبوں کا نہ صرف مالی و معاشی استحصال کرتا ہے بلکہ موقع ملنے پر اُس کے جنسی استحصال سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ افسانہ نگار سماج کے ہر اس نظام کو ختم کرنا چاہتا ہے جس سے کمزور اور غریب عوام کا اِستحصال ہوتا افسانہ نگار کے ہاں ترقی پسند رجحان کی عکاسی ایک اور صورت میں بھی نظر آتی ہے اس سے متعلق اُس کے افسانے "شکست" خصوصی اہمیت کا حامل ہے (۱۴)

فیاض عزیز نے اپنے اس افسانے میں غریبوں پر ہونے والے جبر کے خلاف نہ صرف آواز بلند کی ہے بلکہ سماجی سطح پر پائی جانی والی بے حسی پر نکتہ چینی کر کے سماجی اصلاح کی بھی کوشش کی ہے۔ افسانہ نگار نے کہانی میں معاشرتی رویوں کے ساتھ ساتھ معاشرے کے کج رویوں پر بھی بات کی ہے۔ سیاست اور قانون چلانے والوں پر بھی طنز کیا ہے کہ قانونی اِداروں کے باوجود معاشرے کے ظالم لوگ معصوم لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ افسانہ نگار

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

معاشرے کے بے حس لوگوں پر طنز کرتے ہیں کہ یہ بے حس لوگ اِتنی سکت نہیں رکھتے جو اِن ظالموں کے ظلم کا جواب دیں۔ عوام میں شعور پیدا کرنا افسانہ نگار کی اولین ترجیح ہے تا کہ ظلم کا خاتمہ ہو جائے۔

موجودہ دور میں مادیت پرستی کی وبا نے ہر طبقے اور ہر مکتب فکر کو متاثر کیا ہے۔ مال و دولت کے حصول نے ہر ادارے اور ہر چیز کو کمر شلائز کیا ہوا ہے۔ فیاض عزیز نے بھی اپنے اس افسانے میں سماجی سطح پر ہونے والے اس اجتماعی اور انفرادی طریقہ استحصال کو موضوع بحث بنایا ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ غریبوں کا معاشی، مالی اور جسمانی استحصال کرنے والا طبقہ ختم نہیں ہوا ہے بلکہ اُس نے اپنی صورت اور طریق تبدیل کر دیا ہے اور آج سیاست، قومیت اور ملکی مفاد کے نام پر لوگوں کا استحصال جاری رکھے ہوئے ہیں۔ فیاض عزیز اپنے افسانے "خدا کے دربار میں" میں بھی ترقی پسند رجحانات کی عکاسی کرتے ہوئے ہوئے نظر آتے ہیں(۱۵)

فیاض عزیز نے غریبوں پر ہونے والے ظلم اور استحصال کی عکاسی کر کے اس پسے ہوئے طبقے کو اپنے حق کے حصول پر اُکسایا ہے اور ملک کے بااثر اور امیر طبقے سے اپنا حق وصول کرنے کا درس دیا ہے۔

فیاض عزیز کے افسانوں میں جابجا سماجی حقیقت نگاری کے دلکش مرقعے دیکھنے کو ملتے ہیں بھوک افلاس موجودہ دور کا ایک اہم سماجی مسئلہ ہے۔ اس کی انسانی زندگی میں بڑی اہمیت ہے جو سماج بھوک اور افلاس کا شکار ہو جاتی ہیں بے شمار اخلاقی برائیوں کا شکار ہو کر تنزلی کی طرف گامزن ہو جاتے ہیں بھوک افلاس کے موضوع پر فیاض عزیز نے بھی قلم اُٹھایا ہے اس سے متعلق ان کے افسانے "کفن" پڑھنے کی چیز ہے۔"(۱۶)

ہمارا ملک ایک ترقی پزیر ملک ہے یہاں پر غربت، افلاس اور بھوک کے مسائل زیادہ ہیں یہاں پر لوگ برسوں تک مناسب غذا کھانے سے محروم رہتے ہیں۔ اکثریت محنت کش طبقے کی ہے اگر ایک دن مزدوری نہیں کرتے تو پھر ان کے گھر کا چولہا نہیں جلتا۔ اس کے علاوہ دیگر سماجوں کی بہ نسبت پختون سماج میں غربت اور افلاس زیادہ ہے کیوں کہ ایک تو علاقہ پہاڑی ہے اور دوسرا استعماری قوتوں کی آماجگاہ رہنے کی وجہ سے یہاں کے لوگ پسماندہ اور غریب ہیں جس کی وجہ سے یہاں پر دیگر سماجوں کی بہ نسبت غربت کی شرح زیادہ ہے۔ فیاض عزیز نے بہتر طور پر سماجی حقیقت نگاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے افسانوں میں غربت اور افلاس کے موضوع پر قلم اُٹھایا ہے۔ اس کے علاوہ سماجی حقیقت نگاری کی ایک اور جھلک منافقت کی صورت میں بھی سامنے آتی ہے۔ مادیت پرستی کی وبا کی وجہ سے پختون سماج جس اخلاقی پستی کا شکار ہے اس میں کچھ اخلاقی برائیوں کا بھی اہم کردار ہے۔ ان اخلاقی برائیوں میں ایک منافقت ہے فیاض عزیز اپنے افسانے "باطن شناس" میں اس کی عکاسی کی ہے۔(۱۷)

جب کسی سماج میں منافقانہ طرز عمل حد سے تجاوز کر جاتا ہے تو مروت کا احساس ختم ہونے لگتا ہے محبت اور بھائی چارے کی فضا کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔ لوگوں کا ایک دوسرے پر اعتبار ختم ہو جاتا ہے ایسے میں نفسا نفسی کا عالم ہو جاتا ہے قوم اور معاشرہ اپنا وجود کھو بیٹھتا ہے۔ افسانہ نگار نے بھی اپنے اس افسانے میں سماج میں پائے جانے والے منافقانہ طرز عمل کو حدف تنقید بنایا ہے اور یہ بتانے کو شش کی ہے کہ ہمارا سماج اخلاقی طور پر کس قدر پستی کا شکار ہو گیا ہے وہ چہرے اور لوگ جو بظاہر معصوم اور سادہ نظر آتے ہیں اندر سے کتنے کمینے اور سفاک ہوتے ہیں سچائی کا کس طرح نام ونشان مٹ رہا ہے اور مادیت پرستی کی آگ میں جھلس کر ہر شخص کتنا مطلب پرست اور منافق ہو گیا ہے جو زبان سے تو دوسرے کی خیر خواہی کرتا ہے لیکن دل میں اُس کو تباہ وبرباد کرنے پر تلا ہوا ہوتا ہے۔ افسانہ نگار نے اپنے اس افسانے کے ذریعے سماج کے ہر شخص کو اُس کا آئینہ دکھانے کی کوشش کی ہے اور اُن کو اپنے اعمال پر نظر ڈالنے اور اپنی اصلاح کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اس کے علاوہ سماجی حقیقت نگاری کا ایک اور جگہ پر مظاہرہ کرتے ہوئے سماج میں عدل وانصاف کے ابتر صورت حال کو ہدف تنقید بنایا ہے اس حوالے سے ان کے افسانے "خدا کے دربار میں اس کا مکمل احاطہ کیا گیا ہے۔ (۱۸)

عدل وانصاف سماجی سطح پر بہت اہم کردار ادا کرتا ہے اور اس کے بغیر مثالی معاشرے یا سماج کا وجود میں آنا ناممکن ہوتا ہے اس سے سماج کی بنیادیں مستحکم ہوتی ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ہاں عدل وانصاف کی حالت نہایت خراب ہے۔ عدل وانصاف امیر اور سرمایہ دار طبقے کے ہاتھوں کی رکھیل بن چکی ہے۔ عدل اور انصاف کا معیار امیر اور غریب کے لیے جُدا اور الگ ہے جس کی وجہ سے ہمارا سماج نہ صرف فرقوں میں تقسیم ہو گیا ہے بلکہ امیر اور غریب کے درمیان ایک وسیع خلیج بھی پیدا کیے ہوئے ہے۔ افسانہ نگار نے سماجی حقیقت نگاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے سماج کے اس دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ کر سماج کی اخلاقی پستی کو آشکارہ کیا ہے۔ اس افسانے میں افسانہ نگار نے کردار کی زبانی ملک اور سماج کے ابتر صورت حال کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

معاش کسی ملک اور سماج کی تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے اگر کسی سماج میں لوگوں کا ذریعہ بہتر اور موزوں ہو تو سماج کئی اخلاقی اور سماجی برائیوں سے نجات پا سکتا ہے۔ خیبر پختون خوا کے کئی افسانہ نگاروں کے ہاں معاشی مسائل کے بیان کی صورت میں سماجی حقیقت نگاری کی جھلک نظر آتی ہے فیاض عزیز اپنے افسانے "شکست" میں اس کی عکاسی کرتے ہیں۔ (۱۹)

پے در پے لڑائیوں اور جنگوں کی وجہ سے ہمارے سماج میں معاشی صورت حال نہایت ابتر ہوگئی ہے۔دہشت گردی اور لاقانونیت کی وجہ سے سرمایہ دار اور کارخانہ دار یہاں سے بھاگنے پر مجبور ہوئے جس کا اثر یہ ہوا کہ صوبہ خیبر پختون خوا کی معاشی حالت نہایت خراب اور غیر یقینی ہوگئی۔معاشی حالت کی اس خرابی نے عام آدمی کے زندگی کو بھی متاثر کیا اور لوگ ہزار کوششوں کے باوجود بھی مناسب ذریعہ معاش سے محروم رہے افسانہ نگار نے بھی سماجی حقیقت نگاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے سماج کی اس ابتر معاشی صورت حال کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔خانگی مسائل کی جھلک بھی ان کے ہاں واضح انداز میں نظر آتی ہے اس حوالے سے افسانہ "شکست" دیکھا جاسکتا ہے۔(۲۰)

جہیز نے موجودہ دور میں ایک ناسور کی طرح ہمارے سماجی اور معاشرتی رشتوں کو کھوکھلا کرنا شروع کر دیا ہے۔ابتداء میں جہیز لڑکی کو شادی کے تحفے کی صورت میں والدین سے ملا کرتا تھا لیکن بعد میں اس نے ایک قبیح فعل کی صورت اختیار کی اور لڑکیوں کے رشتوں کے لیے حسن، صورت اور سیرت کے بجائے جہیز ہی کو معیار قرار دیا گیا جس کی وجہ سے سماجی سطح پر حالات بہت خراب ہوگئے اور لوگ نہ چاہتے ہوئے بھی اس قبیح فعل کو اختیار کرنے پر مجبور ہوئے اس کی وجہ سے بہت لڑکیوں کی زندگیاں بھی تباہ ہوئیں اِزدواجی زندگی کی تعلقات کی عکاسی افسانہ نگار اپنے افسانے "کرشمہ" میں کرتے ہیں اور جہیز کے حوالے سے سماجی اور معاشرتی خرابیوں کو اجاگر کرتے ہیں وہ اس خوبی سے یہ سب بیان کرتے ہیں کہ افسانہ میں سماجی ناہمواری اور حرص کا مکمل نقشہ کھینچ جاتا ہے۔(۲۱)

مادیت پرستی اور خواہشات کے حصول نے ایک طرف ہمارے سماج کو تباہ کیا ہے تو دوسری طرف خاندانی صورت حال بھی اس کی وجہ سے نہایت درگوں ہوتی جارہی ہے۔دکھاوے اور خود کو دوسروں کے ہم پلہ ثابت کرنے کی دوڑ نے کئی خاندانوں اور گھرانوں کا داخلی سکون ختم کر دیا ہے لوگ دوسروں کے ساتھ برابری کی کوشش میں اطمینانِ قلب سے محروم ہوگئے ہیں۔حافظہ کے حوالے سے عورت کمزور ہوتی ہے دوسروں کو دیکھ کر اکثر اپنے آپ کو کمتر اور ادنیٰ سمجھنے لگتی ہے اور اس وجہ سے اکثر اپنے خاندانی سکون اور اطمینان کو بھی داو پر لگادیتی ہے۔افسانہ نگار نے سماجی حقیقت نگاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسی خاندانی کیفیت کو بیان کرنے کوشش کی ہے۔اسی طرح کی خاندانی کیفیت کو افسانہ "کفارہ" میں بھی موضوع بنایا ہے۔(۲۲)

مال و دولت کی ہوس کی دوڑ نے کئی خاندانوں کو انتشار کا شکار بنادیا ہے۔دکھاوے اور بناوٹ نے لوگوں کا دلی اِطمینان ختم کر دیا ہے بیوی کے بے جاتقاضوں نے شوہر کو حرام کمانے پر مجبور کر دیا ہے۔خاندانی بگاڑ کی وجہ

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

سے اگر ایک طرف خاندان والوں کی زندگیاں اجیرن بن گئی ہیں تو دوسری طرف سماج اور معاشرے پر بھی اس کے بُرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ سماجی سطح پر پیدا ہونے والے اس بگاڑ کی عکاسی فیاض عزیز نے سماجی حقیقت نگاری کی صورت میں خوب صورت انداز میں اپنے افسانوں میں کی ہے۔ وطن سے محبت سماج کے ہر فرد کی زندگی اور نفسیات کا بنیادی حصہ ہے۔ انسان جس سماج یا معاشرے میں جنم لیتا ہے اُس سماج یا معاشرے سے اُس کی دلی وابستگی لازمی پیدا ہوتی ہے افسانہ نگار نے سماجی سطح پر فرد کے اس داخلی کیفیت کو اپنے افسانے "پورا آدمی" میں بیان کیا ہے۔(۲۳)

فیاض عزیز نے اپنے اس افسانے میں وطن سے اپنے والہانہ محبت کا ثبوت دیا ہے اور ایک کردار کے ذریعے اپنے قوم کے لوگوں کی بے حسی، خود غرضی اور بے عملی پر تنقید کی ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ ہمارا ملک بہت قیمتی ہے اور اس کو حاصل کرنے کے لیے ہمارے آباواجداد نے لاکھوں جانوں کی قربانی دی تھی لیکن آج ہم نااتفاقی، بے عملی اور بے حسی کی وجہ سے اس عظیم مملکت کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ افسانہ نگار کرداروں کی زبانی سماجی حقیقت نگاری کا عکس پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم میں نظم و نسق اور انتظام نام کی کوئی چیز نہیں ہے ہم اپنے کوتاہیوں اور بے عملیوں کی وجہ سے اپنے ملک کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مادیت پرستی کے آسیب نے ہمارے دلوں سے محبت، بھائی چارے اور احساس مروت کو ختم کر دیا ہے ہم ناسمجھی اور کم فہمی میں اپنے ہی ملک کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اگر ہم نے اپنی اس حالت کو تبدیل نہیں کیا تو ہمارے آنی والی نسلوں کو اس کے خمیازے بھگتنا ہوں گے۔۔ سماجی حقیقت نگاری کی جھلک افسانہ نگار کے افسانے "بے ایمان" میں خوب نظر آتی ہے اس افسانے میں افسانہ نگار نے ایک سماجی برائی کی طرف اشارہ کیا ہے (۲۴)

فیاض عزیز کے افسانوں میں معاشرتی اور سماجی زندگی کو نہایت ہی خوبصورت انداز میں اس کی حقیقی صورت میں پیش کیا گیا ہے ان کے افسانے فنی حوالے سے مکمل اور فکری حوالے سے توانا ہیں۔ وہ اپنے ماحول زمانے اور اردگرد کے کے ماحول کو اپنے افسانوں میں زندہ رکھتے ہیں جس سے ان کے افسانوں میں جان پڑتی ہے۔ وہ جس خطے کے رہنے والے ہیں اس خطے کی خوشبو، لہجہ اور ماحول ان کے افسانوں میں چہار سو نظر آتا ہے اور ان کا یہ کمال انہیں دوسرے ہم عصر افسانہ نگاروں سے ممتاز کر دیتا ہے ان کے افسانوں میں جابجا سماجی حقیقت نگاری کے خوب صورت مرقع نظر آتے ہیں اور انہوں نے نہ صرف سماجی مسائل کی عکاسی کی ہے بلکہ قاری کی اصلاح کی بھی کوشش کی ہے۔

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

حوالہ جات

۱۔ فارغ بخاری، ''ادبیاتِ سرحد''، جلد سوم، نیا مکتبہ محلہ خداداد، پشاور، ۱۹۵۵ء، ص ۴۹۴

۲۔ بشیر سوز، پروفیسر، ''ہزارہ میں اُردو افسانے کی روایت'' ادبیات ہزارہ و تحقیق و اشاعت، ایبٹ آباد، ۲۰۱۲ء

۳۔ فیاض عزیز، ''شہر کی آنکھ''، ایس ٹی پرنٹرز، گوالمنڈی، راولپنڈی، ۲۰۰۰ء، ص ۱۵

۴۔ محمد فیاض عزیز، ''جھیل کنارے''، قلم دوست پبلشر، راولپنڈی، ۲۰۰۶ء، ص ۴۲

۵۔ ایضاً، ص ۱۰۵

۶۔ ایضاً، ص ۸۷

۷۔ ایضاً، ص ۱۲

۸۔ ایضاً، ص ۶۴

۹۔ ایضاً، ص ۱۱۱

۱۰۔ ایضاً، ص ۵۸

۱۱۔ ایضاً، ص ۵۷

۱۲۔ ایضاً، ص ۳۳

۱۳۔ ایضاً، ص ۸۸

۱۴۔ ایضاً، ص ۶۳

۱۵۔ ایضاً، ص ۲۶

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۱۱

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۰۴

۱۸۔ ایضاً، ص ۲۵

۱۹۔ ایضاً، ص ۶۵

۲۰۔ ایضاً، ص ۶۵

۲۱۔ ایضاً، ص ۱۱

۲۲۔ ایضاً، ص۴۶

۲۳۔ ایضاً، ص۴۰

۲۴۔ ایضاً، ص۱۹